

دین و حکمت

پروفیسر محمد اکرم درک

مکی عہد نبوت کے اہم دعوتی و تبلیغی مراکز

قبل از ہجرت مکہ مکرمہ میں اسلام اور مسلمانوں کے لیے کوئی متعین تبلیغی و دعوتی مرکز نہ تھا جہاں رہ کر وہ اطمینان اور سکون کے ساتھ اپنی دعوتی سرگرمیوں کو جاری رکھتے۔ درحقیقت مکی دور میں خود رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس ہی متحرک درس گاہ تھی۔ سفر و حضر، دن اور رات ہر حال اور ہر مقام میں آپ ﷺ ہی کی ذات دعوت و تبلیغ کا منبع تھی۔ صحابہ کرامؓ عام طور پر چھپ کر ہی قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتے تھے تاہم کفار مکہ کی ستم رانیوں کے باوجود رسول اللہ ﷺ کے علاوہ حضرت ابوبکرؓ، خیابؓ بن الارت، مصعبؓ بن عمیر اور دیگر صحابہ کرامؓ قرآن مجید کی تعلیم اور اشاعت میں مصروف رہے۔ مکی دور کے ایسے مقامات اور حلقہ جات کو دعوت و تبلیغ کے مراکز سے تعبیر کیا جاسکتا ہے جہاں حالات کی نزاکت اور ضرورت کے مطابق کسی نہ کسی انداز میں قرآن مجید کی تعلیم دی جاتی تھی یا قرآن کی تلاوت کی جاتی تھی۔ ذیل کی سطور میں مکی دور کے چند دعوتی و تبلیغی مراکز کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے، جہاں پر صحابہ کرامؓ نے کسی نہ کسی حیثیت میں فریضہ دعوت انجام دیا۔

مسجد ابی بکرؓ

مکی دور میں دعوت و تبلیغ کا اولین مرکز حضرت صدیق اکبرؓ کی وہ مسجد تھی جو آپؐ نے اپنے گھر کے صحن میں بنا رکھی تھی۔ ابتدا میں یہ ایک کھلی جگہ تھی جس میں آپؐ قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور نماز پڑھا کرتے تھے۔ عام طور پر آپؐ بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو کفار و مشرکین مکہ کے بچے اور عورتیں ان کے گرد جمع ہو کر قرآن سنتے، جس سے ان کا دل خود بخود اسلام کی طرف مائل ہوتا۔ یہ صورت حال مشرکین مکہ کو بھلا کب گوارا تھی، چنانچہ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کو سخت اذیت میں مبتلا کیا جس کی وجہ سے آپؐ نے مکہ سے ہجرت کا ارادہ کر لیا۔ مگر راستے میں قبیلہ قارہ کے رئیس ابن الدغنے سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا اے ابوبکرؓ گدھر کا ارادہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ میری قوم نے مجھے ہجرت پر مجبور کر دیا ہے، اب دنیا کی سیر کروں گا اور کسی گوشہ میں اطمینان سے اپنے رب کی عبادت کروں گا، مگر ابن الدغنے یہ کہہ کر آپؐ کو واپس لے آیا کہ آپؐ جیسے باکردار شخص کو ہجرت پر مجبور نہیں کیا جاسکتا اور پھر حضرت صدیق اکبرؓ

_____ ماہنامہ الشریعہ (۸) فروری ۲۰۰۳ء _____

ؓ کے لیے اپنی پناہ کا اعلان کیا۔ ابوبکرؓ واپس تشریف لے آئے اور گھر کے صحن میں باقاعدہ مسجد بنائی۔ صحیح بخاری میں ہے:

ثم بدأ لابی بکرؓ فابتنى مسجدا بفناء داره وبرز فکان یصلی فیہ ویقرء

”پھر ابوبکرؓ نے اپنے مکان کے باہر صحن میں ایک مسجد بنائی، اور اس میں نماز اور قرآن پڑھتے تھے۔“

القرآن (۱)

مسجد ابی بکرؓ میں نہ کوئی مستقل معلم مقرر تھا اور نہ کوئی باقاعدہ طالب علم تھا۔ البتہ یہ مسجد تلاوت قرآن اور اشاعت قرآن کے لیے کئی دور کی اولین درس گاہ اور تبلیغی مرکز قرار دی جاسکتی ہے جہاں پر کفار مکہ کے بچے بچیاں اور عورتیں قرآن کے آفاقی پیغام کو کچن صدیقؐ میں سنتے تھے اور مائل بہ اسلام ہوتے تھے۔ چنانچہ ابن اسحاق حضرت عائشہؓ کی سند سے روایت کرتے ہیں:

وكان رجلا رقيقا، اذا قرأ القرآن استبكى، فيقف عليه الصبيان والعبيد والنساء، يعجبون لما يرون من هيئته، فمشى رجال من قريش الى ابن الدغنة، فقالوا: يا ابن الدغنة! انك لم تجر هذا الرجل ليؤذينا! انه رجل اذا صلى وقرأ ما جاء به محمد ﷺ يرق ويبكى، وكانت له هيئته ونحو، فنحن نتخوف على صبياننا ونسائنا وضعفتنا ان يفتنهم، فأتته، فمره ان يدخل بيته فليصنع فيه ما شاء

”حضرت ابوبکرؓ رقيق القلب انسان تھے، جب قرآن پڑھتے تو روتے، اس وجہ سے آپؐ کے پاس لڑکے، غلام اور عورتیں کھڑی ہو جاتیں، اور آپؐ کی اس ہیئت کو پسند کرتے، قریش کے چند لوگ ابن الدغنے کے پاس گئے اور اس سے کہا: اے ابن الدغنے! تو نے اس شخص کو اس لیے تو پناہ نہیں دی تھی کہ وہ ہمیں تکلیف پہنچائے۔ وہ ایسا شخص ہے کہ جب نماز میں وہ کلام پڑھتا ہے جو محمد ﷺ لایا ہے تو اس کا دل بھرتا ہے اور وہ روتا ہے۔ اس کی ایک خاص ہیئت اور طریقہ ہے جس کی وجہ سے ہمیں بچوں، عورتوں اور دیگر لوگوں کے متعلق خوف ہے کہ کہیں یہ انہیں فتنے میں نہ ڈال دے اس لیے تو اس کے پاس جا اور حکم دے کہ وہ اپنے گھر کے اندر رہے اور اس میں جو چاہے کرے۔“

چنانچہ ابن الدغنے حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور کہا کہ یا تو آپؐ اس طریقے سے باز آجائیں یا میری پناہ مجھے واپس لوٹا دیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: میں نے تیری پناہ تجھے واپس کر دی۔ میرے لیے اللہ کی پناہ کافی ہے۔ (۲)

بیت فاطمہ بنت خطابؓ

حضرت فاطمہ بنت خطابؓ، حضرت عمر بن خطابؓ کی بہن ہیں جنہوں نے ابتدائی دور میں ہی اپنے خاوند سعید

_____ ماہنامہ الشریعہ (۹) فروری ۲۰۰۳ء _____

ؓ بن زید سمیت اسلام قبول کر لیا۔ یہ دونوں میاں بیوی اپنے گھر میں ہی حضرت خبابؓ بن الارت سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ ایک دن اسلام لانے سے پہلے گلے میں تلوار حمل کیے رسول اللہ ﷺ کے قتل کے ارادے سے نکلے، لیکن راستے میں اپنی بہن اور بہنوئی کے مسلمان ہونے کی خبر ملی تو انتہائی غصے کی حالت میں تلوار ہاتھ میں لے کر ان کے مکان پر پہنچے تو ان کو قرآن کی تلاوت اور تعلیم میں مشغول پایا۔ ابن اسحاق کی روایت ہے:

وعندهما خباب بن الارت معه صحيفة
فيها: ”طه“ يقرأ هما اياها (۳)
”ان دونوں کے پاس خبابؓ بن الارت تھے جن کے پاس ایک صحیفہ تھا جس میں سورہ طہ لکھی ہوئی تھی جو وہ ان دونوں کو پڑھا رہے تھے“

سیرت حلبیہ میں حضرت عمرؓ کی زبانی منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے بہنوئی کے یہاں دو مسلمانوں کے کھانے کا انتظام کیا تھا، ایک خباب بن الارتؓ اور دوسرے کا نام مجھے یاد نہیں۔ خباب بن الارتؓ میری بہن اور بہنوئی کے پاس آتے جاتے تھے اور ان کو قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ (۴)

اس سلسلہ میں حضرت عمرؓ کا یہ بیان ہے:

وكان القوم جلوسا يقرأون صحيفة
”اور ایک جماعت بیٹھ کر صحیفہ پڑھ رہی تھی جو ان کے پاس موجود تھا“
(۵)

بیت فاطمہ بنت خطابؓ کو کئی دور میں قرآن مجید کی تعلیم اور اشاعت کا مرکز کہا جاسکتا ہے جہاں کم از کم دو طالب علم اور ایک معلم تھا۔ اور اگر حضرت عمرؓ کے بیان میں لفظ ”قوم“ کا اعتبار کیا جائے تو یقینی طور پر یہاں قرآن پڑھنے والی ایک پوری جماعت کا پتہ چلتا ہے۔

دارِ ارقمؓ

حضرت ارقم بن ابی الارقمؓ ☆ السابقون الاولون یعنی بالکل ابتدائی دور میں اسلام لانے والوں میں سے ہیں۔ ☆ حضرت ارقمؓ کا تعلق قبیلہ بنو مخزوم سے تھا۔ کنیت ابو عبد اللہؓ اور سلسلہ نسب اس طرح ہے: ارقم بن (ابی الارقم) عبد مناف بن (ابی جندب) اسد بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم (الاستیعاب، تذکرہ ارقمؓ بن ابی الارقم، ۱۳۱/۱)

حضرت ارقمؓ کی والدہ کا نام تماضر بنت خدیجہ تھا جو قبیلہ بنو سہم بن عمرو بن ہصیص سے تعلق رکھتی تھیں۔ (ایضاً، اسد الغابہ، تذکرہ ارقمؓ بن ابی الارقم، ۶۰/۱، المستدرک، تذکرہ ارقمؓ بن ابی الارقم، ۵۰۲/۳)

حضرت ارقمؓ کا قبیلہ بنو مخزوم قریش مکہ کے سرکردہ اور با اثر قبائل میں سرفہرست تھا اس قبیلے کے جد امجد مخزوم بن یثظہ کا سلسلہ نسب تیسری پشت میں رسول اللہ ﷺ کے سلسلہ نسب سے جاملتا ہے۔ یثظہ مرہ بن کعب کا بیٹا تھا اور سرتاج قریش قصی (جو ہاشم بن عبد مناف کا باپ تھا) کا باپ کلاب بن مرہ بن کعب کا ہی بیٹا تھا۔ (ابن حزم، ابو محمد علی احمد بن سعید، ”جمہورہ انساب العرب“، ص: ۱۴۱، دار المعارف، قاہرہ)

_____ ماہنامہ الشریعہ (۱۰) فروری ۲۰۰۳ء _____

آپؐ کے بیٹے عثمان بن ارقم، جو ثقہ محدث ہیں، کہا کرتے تھے:

انا ابن سبع الاسلام، اسلم ابی سابع
”میں (عثمان) ایک ایسی ہستی کا فرزند ہوں جنہیں
اسلام میں ساتواں درجہ حاصل ہے، میرے والد
سبعة (۶)

اسلام قبول کرنے والے ساتویں آدمی ہیں۔“

حافظ ابن حجر نے بھی الاصابہ میں ابن سعد کے قول کو ہی اختیار کیا ہے تاہم ابن الاثیر کے مطابق حضرت ارقمؓ کا قبول اسلام میں دسواں یا بارہواں نمبر ہے۔ (۷)
البتہ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت ارقمؓ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے ابتدائی دور میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔

وكانت داره على الصفاء (۸) ”مکہ میں ان کا مکان کوہ صفا کے اوپر تھا۔“

دار ارقم ☆☆ کے نام سے شہرت حاصل کرنے والے اس مکان کو اسلامی تاریخ میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے والد گرامی عبداللہ بن عبدالمطلب کی والدہ ماجدہ فاطمہ (بنت عمرو بن عائد بن عمران بن مخزوم بن یثغہ بن مرہ) کا تعلق بھی بنو مخزوم ہی سے تھا۔ (تہذیب الانساب، ص: ۱۴۱، ۱۵۰)

حضرت ارقمؓ امیر معاویہؓ کے عہد حکومت میں ۵۵ھ اور ایک روایت کے مطابق ۵۳ھ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اس وقت ان کی عمر ترائی یا پچاسی برس تھی۔ آپؓ کی وصیت کے مطابق سعد بن ابی وقاصؓ نے آپؓ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (اسد الغابہ، تذکرہ ارقمؓ بن ابی الارقم، ۶۰/۱)

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری کا قول ہے: وكان الارقم من آخر اهل بدر وفاة ”حضرت ارقمؓ بدری صحابہ میں سے سب سے آخر میں فوت ہوئے۔“ (المستدرک، تذکرہ ارقمؓ بن ابی الارقم، ۵۰۲/۳)

حضرت ارقمؓ نے وقف علی الاولاد کے طور پر اپنے گھر کو فی سبیل اللہ وقف کر دیا تھا۔ حضرت ارقمؓ نے اپنے گھر کو وقف فی سبیل قرار دینے سے متعلق جو نوشتہ تحریر کیا تھا امام حاکم نے وہ عبارت نقل کی ہے وہ عبارت یہ تھی۔

بسم الله الرحمن الرحيم. هذا ما قضى الارقم في ربيعة ما حاز الصفا انها صدقة بمكانها من الحرم لا تباع ولا تورث شهد هشام بن العاص ومولى هشام بن العاص.

”یہ وہ فیصلہ ہے جو ارقمؓ نے اپنی حویلی کے متعلق دیا جو کہ کوہ صفا کے ساتھ واقع ہے۔ حرم پاک کے قریب ہونے کے باعث یہ حویلی مثل حرم محترم قرار دی جاتی ہے۔ نہ یہ فروخت ہوگی نہ وراثت میں دی جائے گی۔ اس پر ہشام بن عاص اور مولى ہشام بن عاص گواہ ہیں۔“ (المستدرک، تذکرہ ارقمؓ بن ابی الارقم، ۵۰۳/۳)

☆☆☆ لفظ ”دار“ عموماً بڑے گھروں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ”بیت“ یا ”منزل“ بھی اگرچہ عربی الفاظ ہیں مگر ان کی حیثیت ”دار“ سے کم تر ہے۔ دار سے مراد ایسا مکان یا رہائش گاہ ہے جس کی چار دیواری بالکل محفوظ ہو۔ جس میں خواب گاہیں، صحن اور کمرے ہوں۔ (تاج العروس، فصل الباء من باب التاء، ۵۲۹/۱)

_____ ماہنامہ الشریعہ (۱۱) فروری ۲۰۰۳ء _____

یہ مکان ”دارالاسلام“ کے متبرک لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ (۹)

مشرکین مکہ جب اسلام کے پھیلاؤ کو کسی طرح بھی نہ روک سکے تو انہوں نے کمزور و ضعیف اسلام پر عرصہ حیات تنگ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو بیت اللہ میں آزادانہ نماز ادا کرنے سے روکتے، ذکر الہی اور تلاوت قرآن میں خلل انداز ہوتے، دست درازی کرتے اور اکثر ان کا رویہ انتہائی گستاخانہ ہوتا تھا۔ حالات اس قدر نازک ہو چکے تھے کہ مسلمانوں کے لیے گوشوں اور گھاٹیوں تک میں محفوظ اور آزادانہ طور پر عبادت اور نماز کا ادا کرنا ممکن نہ تھا۔ ابن اسحاق کا بیان ہے:

”ایک دفعہ مسلمان مکہ کی ایک گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے کہ مشرکین کے ایک گروہ نے انہیں

دیکھ لیا اور ان کو سخت ست کہنا شروع کیا۔ بات بڑھتے بڑھتے لڑائی تک پہنچ گئی اور حضرت سعد بن

ابی وقاصؓ نے ایک شخص کو اونٹ کی بڈی کھینچ ماری جس سے اس کا سر پھٹ گیا۔ یہ پہلا خون تھا جو

اسلام کے بارے میں بہایا گیا۔ (۱۰)

یہ وہ سنگین حالات تھے جن میں رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو لے کر دار ارقم میں پناہ گزریں ہو گئے تاکہ مسلمان پورے انہماک سے اپنے رب کے حضور اپنی جمین نیاز کو جھکا سکیں، چنانچہ جلد ہی دار ارقم اسلام اور دعوتی سرگرمیوں کا مرکز بن گیا جہاں پر نہ صرف لوگوں کو دائرۃ اسلام میں داخل کیا جاتا تھا بلکہ ان کی مناسب تعلیم و تربیت اور تزکیہ نفس بھی کیا جاتا تھا۔ ابن سعد کی روایت ہے:

کان النبی ﷺ یسکن فیہا فی اول ”رسول اللہ ﷺ ابتدائے اسلام میں اس مکان میں

الاسلام و فیہا یدعو الناس الی الاسلام رہتے تھے، لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے اور

فاسلم فیہا قوم کثیر (۱۱) بہت سے لوگوں نے یہاں اسلام قبول کیا۔“

ابن جریر طبری بھی مکی عہد نبوت میں دار ارقم کو دعوتی سرگرمیوں کا مرکز قرار دیتے ہیں جہاں پر کثیر لوگوں نے اسلام قبول کیا چنانچہ حضرت ارقم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وكانت داره على الصفا، وهي الدار ”حضرت ارقم کا گھر کوہ صفا پر واقع تھا۔ آغاز اسلام

التي كان النبي ﷺ يكون فیہا فی اول میں رسول اللہ ﷺ اسی گھر میں رہا کرتے تھے۔

الاسلام و فیہا دعا الناس الی الاسلام یہیں آپ ﷺ لوگوں کو دعوت اسلام دیا کرتے تھے

فاسلم فیہا قوم کثیر (۱۲) اور یہاں پر بہت سے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے“

ابن عبد البر اپنی شہرہ آفاق کتاب ”الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب“ میں حضرت ارقم کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

ابن منظور نے ”لسان العرب“ میں ابن جنی کا قول نقل کیا ہے کہ جہاں لوگ محفوظ اور آزادانہ گزر بسر کر سکتے ہوں، اسے ”دار“

کہتے ہیں۔ (ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم، ”لسان العرب“، دار، ۲۹۸/۴، نشر ادب الحوزہ قم، ایران، ۱۴۰۵ھ)

_____ ماہنامہ الشریعہ (۱۲) فروری ۲۰۰۳ء _____

وفی دارالارقم بن ابی الارقم هذا کان
النبي ﷺ مستخفيا من قريش بمكة
يدعو الناس فيها الى الاسلام في اول
الاسلام حتى خرج عنها، و كانت داره
بمكة على الصفا فاسلم فيها جماعة
كثيرة (۱۳)

”یہ ارقم بن ابی ارقم وہی ہیں جن کے گھر میں رسول
ﷺ مکہ مکرمہ میں قریش سے پوشیدہ مقیم رہتے
تھے۔ کھل کر سامنے آنے سے قبل اسلام میں آپ
ﷺ یہاں پر لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت
دیتے تھے۔ حضرت ارقمؓ کا یہ مکان مکہ میں کوہ صفا پر
واقع تھا، چنانچہ یہاں پر بہت بڑی جماعت نے
اسلام قبول کیا“

دارالارقم کے مرکز اسلام بننے کے بعد دعوت و تبلیغ کا کام اب قدرے اطمینان کے ساتھ مشرکین کی نظروں سے
اوجھل انجام پانے لگا۔ دعوت اسلام کا یہ وہ مرحلہ ہے جس میں مکہ مکرمہ کے بے کس، زبردست اور غلام اس نئی تحریک
میں اپنی دنیا و آخرت کی نجات تصور کرتے ہوئے داخل ہوتے ہیں۔ ابن الاثیر نے حضرت عمار بن یاسرؓ اور صہیب
روئیؓ کے قبول اسلام کے متعلق ایک بڑا دلچسپ واقعہ تحریر کیا ہے۔

ایک دن یہ دونوں حضرات چھپتے چھپاتے اور دبے پاؤں دارالارقم کے دروازہ پر اکٹھے ہو جاتے ہیں، حیرت
و استعجاب سے ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں پھر گفتگو کا راز دارانہ انداز شروع ہو جاتا ہے۔ عمار بن یاسرؓ خود بیان کرتے ہیں:
”میں نے صہیبؓ سے پوچھا تم یہاں کیوں کھڑے ہو؟ صہیبؓ نے کہا! تم کیوں کھڑے ہو؟ میں
نے کہا! میں چاہتا ہوں کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤں اور ان کی باتیں سنوں، صہیبؓ نے کہا! میں بھی
تو یہی چاہتا ہوں“

چنانچہ یہ دونوں حضرات اکٹھے ہی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ ان بزرگوں کا اسلام تمیں
سے کچھ زائد آدمیوں کے بعد ہوا۔ (۱۴)

دارالارقم نہ صرف ضعفاء اسلام کی جائے پناہ تھی بلکہ یہاں صحابہ کرامؓ کی تعلیم و تربیت کے ساتھ اجتماعی طور پر
عبادت، ذکر اللہ اور دعاؤں کا سلسلہ ہمہ وقت جاری رہتا تھا۔ اس میں وہ دعا خصوصیت سے قابل ذکر ہے جو رسول
ﷺ نے عمر بن خطابؓ اور (ابو جہل) عمرو بن ہشامؓ میں سے کسی ایک کے قبول اسلام کے لیے مانگی تھی۔ ابن
اسحاق کی روایت ہے کہ ایک دن حضرت عمرؓ (معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے روانہ ہوئے۔
راستہ میں اپنی بہن فاطمہ بنت خطابؓ کے گھر سورہ طہ کی تلاوت سنی تو کیا یہی پلٹ گئی، ان کو مائل بہ اسلام دیکھ کر حضرت
خطابؓ بن الارث نے انہیں خوشخبری کے انداز میں بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دارالارقم میں یہ دعا کرتے سنا ہے:

اللهم ابد الاسلام بابي الحكم بن هشام
”اے اللہ! ابوالحکم بن ہشام یا عمر بن خطابؓ سے
اسلام کی تائید فرما“

او بعمر بن الخطاب (۱۵)

چنانچہ حضرت عمرؓ یہاں سے سیدھے دارالارقم پہنچے اور اسلام قبول کر لیا۔

_____ ماہنامہ الشریعہ (۱۳) فروری ۲۰۰۳ء _____

دار ارقم ”دار الاسلام“ ہونے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے لئے ”دار الشوریٰ“ بھی تھا۔ پہلی اور دوسری ہجرت حبشہ جیسے اہم معاملات بھی اسی جگہ باہمی مشاورت ہی سے انجام پائے۔ ابن ہشام کے الفاظ اس مجلس مشاورت کی صاف غمازی کر رہے ہیں:

قال لهم لو خرجتم الى ارض الحبشة
فان بهاملكا لا يظلم عنده احد، وهي
ارض صدق، حتى يجعل الله لكم فرجا
مما انتم فيه (۱۶)

”رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا! اگر تم سرزمین حبشہ کی طرف نکل جاؤ تو وہاں ایک بادشاہ ہے جس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا۔ وہ سچائی کی سرزمین ہے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس مشکل سے

نجات دلا دے جس میں تم گرفتار ہو“

ان الفاظ سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ خطاب صحابہ کرامؓ کے کسی اجتماع سے ہی ہوگا جو دار ارقم میں انعقاد پذیر ہوگا۔ اسی طرح ایک روز رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ جمع ہوئے اور باہمی مشاورت سے طے کیا کہ قریش نے قرآن کو اپنے سامنے بلند آواز سے پڑھتے ہوئے کبھی نہیں سنا لہذا کوئی ایسا شخص ہو جو یہ فریضہ انجام دے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے یہ ذمہ داری قبول کی اور قریش کو ان کی مجلس میں جا کر قرآن کی طرف دعوت دی۔ (۱۷)

اگرچہ یہ تفصیل معلوم نہیں ہو سکی کہ صحابہ کرامؓ کی یہ مجلس مشاورت کہاں پر منعقد ہوئی تاہم گمان یہی ہے کہ یہ مجلس مشاورت دار ارقم ہی میں قائم ہوئی ہوگی، کیونکہ اس کے علاوہ صحابہ کا اجتماع کسی اور جگہ پر مشکل تھا۔

ابتدائی دور کے تذکرہ نگار اور مؤرخین رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں فروکش ہونے کو اتنا اہم اور انقلابی واقعہ تصور کرتے ہیں کہ واقعات سیرت و تذکرہ صحابہ میں یہ کہتے ہوئے سنائی دیتے ہیں کہ یہ واقعہ دار ارقم میں داخل ہونے سے قبل کا ہے اور یہ اس کے بعد کا ہے۔ گویا جس طرح عام الفیل اور حلف الفضول جیسے واقعات کے حوالے سے اہل مکہ اپنی معاصر تاریخ کے واقعات کا تعین کرتے تھے، مسلمان مؤرخین بھی مکی عہد نبوت میں سیرت و تاریخ اسلام کے واقعات کا تذکرہ اور اندراج بھی ہادیؑ اسلام ﷺ کے دار ارقم میں فروکش ہونے کے حوالے سے کرتے ہیں۔ مثلاً مؤرخ ابن الاثیر نے مسعود بن ربیعہ، عامر بن فہیرہ، معمر بن حارث وغیرہ کے تراجم (تذکروں) میں تصریح کی ہے کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں منتقل ہونے سے قبل مسلمان ہو چکے تھے۔ اسی طرح مصعب بن عمیر، صہیب بن سنان، طلیب بن عمیر، عمار بن یاسر، عمر فاروقؓ وغیرہ کے تذکروں میں ابن الاثیر نے تصریح کی ہے کہ یہ لوگ دار ارقم میں جا کر اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے تھے۔ (۱۸)

ابن سعد نے مہاجرین مکہ میں سے اولین و سابقین اسلام کے قبول دین حق کو دو مرحلوں میں تقسیم کیا ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ وہ حضرات کون کون تھے جو دار ارقم کو دعوت دین کا مرکز بنانے کے بعد حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ ابن سعد نے مندرجہ ذیل صحابہ کرامؓ کے تذکروں میں یہ بات خصوصیت سے ذکر کی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں تشریف فرما ہونے سے قبل اسلام قبول کر چکے تھے: حضرت خدیجہؓ، ابوبکرؓ، عثمان غنیؓ، علی المرتضیٰؓ، زید بن حارثہ، عبیدہ بن

_____ ماہنامہ الشریعہ (۱۴) فروری ۲۰۰۳ء _____

حارث، ابو حذیفہ بن عتبہ، عبداللہ بن جحش، عبدالرحمن بن عوف، عبداللہ بن مسعود، خباب بن الارت، مسعود بن ربح، واقد بن عبداللہ، عامر بن فہرہ، ابوسلمہ بن اسد، سعید بن زید، عامر بن ربیعہ، خبیس بن حذافہ، عبداللہ بن مظعون اور حاطب بن عمرو۔ اسی طرح ابن سعد نے ان بزرگوں کی بھی نشاندہی ضروری سمجھی ہے جو دار ارقم کے اندر آ کر رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان صحابہ کرام میں حضرت صہیب، عمار بن یاسر، مصعب بن عمیر، عمر بن خطاب، عاقل بن ابی بکر، عامر بن ابی بکر، ایاس بن ابی بکر اور خالد بن ابی بکر شامل ہیں۔ (۱۹)

ابن سعد کے اس طرز ترتیب سے یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ ان کے نزدیک دار ارقم کو دین حق کی دعوتی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز و محور بنانے کا واقعہ ایک ایسا نقطہ تغیر ہے جس نے دنیا کی بے مثال اور انقلابی اسلامی تحریک کو ایک نیا رخ عطا کرنے میں ایک محفوظ پناہ گاہ اور بے مثال تربیت گاہ کا کام دیا۔ اس بات پر تمام مؤرخین اور محققین کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عمر فاروقؓ کے قبول اسلام تک دار ارقم میں ہی مقیم رہے۔ جبکہ بعض روایات کے مطابق حضرت عمرؓ نے نبوت کے چھ سال میں اسلام قبول کیا تھا۔ البتہ مؤرخین کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ دار ارقم میں کب فروکش ہوئے اور کتنا عرصہ دار ارقم مسلمانوں کی پناہ گاہ کا کام دیتا رہا۔ اگرچہ بعض مؤرخین نے دار ارقم میں قیام کی مدت کے حوالے سے چھ ماہ اور ایک ماہ کے اقوال بھی نقل کیے ہیں (۲۰) لیکن اگر ماخذ کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دار ارقم میں رسول اللہ ﷺ کا قیام کافی مدت تک رہا۔ اگرچہ اس مدت کا تعین تو مشکل ہے اور یہ بتانا بھی ممکن نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کب دار ارقم میں پناہ گزین ہوئے تاہم مؤرخین کے بعض نامکمل اشارات سے ہم اس مدت کا اندازہ ضرور کر سکتے ہیں مثلاً ابن الاثیر حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کے واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”عمر بن خطاب تلوار لٹکائے گھر سے نکلے۔ ان کا ارادہ (معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے

کا تھا۔ مسلمان بھی آپ ﷺ کے ساتھ دار ارقم میں جمع تھے، جو کوہ صفا کے پاس تھا۔ اس وقت

آنحضرت ﷺ ان مسلمانوں میں سے تقریباً چالیس مردوزن کے ساتھ وہاں پناہ گزین تھے جو

ہجرت حبشہ کے لیے نہیں نکلے تھے۔ (۲۱)

ابن الاثیر کے اس قول سے واضح ہوتا ہے:

۱۔ حضرت عمرؓ نے ہجرت حبشہ کے بعد اسلام قبول کیا جبکہ ابن قیم نے تصریح کی ہے کہ پہلی ہجرت حبشہ ماہ

رجب ۵ نبوی میں پیش آئی۔ (۲۲)

۲۔ دار ارقم میں صرف وہ مسلمان پناہ گزین ہوئے تھے جو کسی وجہ سے حبشہ کی طرف ہجرت نہ کر سکے۔ لہذا ان

باقی ماندہ مسلمانوں کی تعداد تقریباً چالیس تھی نہ کہ اس وقت تک اسلام قبول کرنے والوں کی کل تعداد ہی چالیس تھی۔

پہلی اور دوسری ہجرت حبشہ کا فیصلہ دار ارقم ہی میں باہمی مشاورت سے ہوا تھا۔ اس لحاظ سے اگر حضرت عمرؓ کے

قبول اسلام اور ہجرت حبشہ کے درمیانی عرصہ کو شمار کیا جائے تو وہ بھی ایک سال سے زائد ہی بنتا ہے۔ جبکہ یہ بدیہی بات

ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہجرت حبشہ سے کافی پہلے دار ارقم میں پناہ گزین ہو چکے تھے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ

_____ ماہنامہ الشریعہ (۱۵) فروری ۲۰۰۳ء _____

ابتدائی ایک دو سالوں میں ہی رسول اللہ ﷺ دار ارقم میں مقیم ہو گئے تھے۔ مثلاً ابن الاثیر حضرت عمار بن یاسرؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو (اپنے اسلام لانے کے بعد) دیکھا تو آپ ﷺ کے ساتھ صرف

پانچ غلام، عورتیں اور ابو بکر صدیقؓ تھے۔“ (۲۳)

مجاہد کا بیان ہے کہ حضرت عمار بن یاسرؓ ابتدا میں اسلام قبول کرنے والے سات آدمیوں میں سے ایک تھے۔ (۲۴) جبکہ اس بات پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے دار ارقم میں جا کر اسلام قبول کیا (۲۵) اس صورت میں تو رسول اللہ ﷺ کا ابتدائے اسلام ہی میں دار ارقم میں قیام پذیر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت حمزہؓ نے کب اسلام قبول کیا؟ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں، بعض نے کہا ہے کہ اعلان نبوت کے پانچویں سال اور بعض نے اعلان نبوت کے چھٹے سال۔ لیکن علماء محققین کی تحقیق یہ ہے کہ آپؐ اعلان نبوت کے دوسرے سال مشرف بہ اسلام ہوئے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر جو فن رجال کے امام ہیں، تحریر فرماتے ہیں:

واسلم فی السنة الثانية من البعثة ولازم

نصر رسول اللہ ﷺ وهاجر معه (۲۶)

”آپؐ بعثت کے دوسرے سال ایمان لائے اور ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کی مدد کرتے رہے اور آپؐ کے ساتھ ہی ہجرت کی“

اگرچہ ابن حجر نے ۶ نبوی کا قول بھی نقل کیا ہے لیکن ”قیل“ کے ساتھ جو ضعف پر دلالت کرتا ہے۔ علامہ ابن الاثیر لکھتے ہیں:

اسلم فی السنة الثانية من المبعث (۲۷)

حضرت عمرؓ نے حضرت حمزہؓ کے مسلمان ہونے کے صرف تین دن بعد اسلام قبول کیا اور علماء محققین کی یہ رائے بھی بیان کی گئی ہے کہ صحیح قول کے مطابق حضرت حمزہؓ نبوت کے دوسرے سال مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ حضرت عمرؓ نے نبوت کے دوسرے سال حضرت حمزہؓ کے تین دن بعد رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر اسلام کی بیعت کی۔ اس قول کی مزید تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ اکثر علما کی یہ رائے ہے کہ آپؐ سے پہلے انتالیس مرد مسلمان ہو چکے تھے۔ آپؐ کے مسلمان ہونے سے چالیس کا عدد پورا ہوا۔ حضرت عمرؓ کا بیان ہے:

لقد رايتني وما اسلم مع رسول الله

”میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف انتالیس آدمی اسلام لائے تھے اور میں نے ایمان

اربعین (۲۸)

حاصل بحث یہ ہے کہ اگر محققین کے اس قول کا اعتبار کیا جائے کہ حضرت حمزہؓ اور عمرؓ نے نبوت کے دوسرے سال

☆ پیر محمد کرم شاہ الازہری نے بڑے مضبوط دلائل سے ثابت کیا ہے کہ حضرت حمزہؓ اور عمرؓ نے نبوت کے دوسرے ہی سال مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے۔ ملاحظہ ہو، محمد کرم شاہ الازہری، پیر، ”ضیاء النبی“، ۲/۲۵۸-۲۵۹، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۰ء

_____ ماہنامہ الشریعہ (۱۶) فروری ۲۰۰۳ء _____

ہی اسلام قبول کر لیا تھا تو یہ حقیقت مزید واضح ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بہت ابتدا ہی میں دار ارقم کو اپنی دعوتی سرگرمیوں کا مرکز بنا چکے تھے کیونکہ اس بات پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ ان دونوں حضرات نے دار ارقم میں ہی جا کر اسلام قبول کیا تھا۔

مؤرخین اسلام اور سیرت نگاروں کی مذکورہ بالا تصریحات سے یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے :

۱۔ رسول اللہ ﷺ یہاں آنے والے طالبانِ حق کو دعوتِ اسلام دیتے تھے اور جو یہاں آیا فیضِ ہدایت پا کر ہی نکلا۔
۲۔ دار ارقم اہل اسلام کے لیے اطمینانِ قلب اور سکون کا مرکز تھا، بالخصوص نادار، ستائے ہوئے اور مجبور و مقہور اور غلام یہاں آ کر پناہ لیتے تھے۔

۳۔ یہاں پر ذکر اللہ اور وعظ و تذکیر کا فریضہ بھی مسلسل انجام پاتا تھا، رسول اللہ ﷺ اپنے جاں نثاروں کے ساتھ اجتماعی دعائیں بھی فرماتے تھے۔ حضرت خبابؓ کے بیان سے تو یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ حسنِ انسانیت یہاں راتوں کو بھی بندگانِ خدا کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور التجائیں فرماتے تھے۔

۴۔ اس مکان میں مبلغین اسلام کی کارکردگی کا جائزہ لیا جاتا تھا، تبلیغ کے آئندہ منصوبے بنتے تھے اور خود مبلغین کی تربیت کا کٹھن کام بھی انجام پاتا تھا۔ دار ارقم کے تربیت یافتہ معلمین میں سے حضرت ابوبکرؓ، خبابؓ بن الارت، عبداللہ بن مسعودؓ اور مصعبؓ بن غیر خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

۵۔ دار ارقم مسلمانوں کے لیے دارالاسلام ہونے کے ساتھ ساتھ ”دارالشوریٰ“ بھی تھا جس میں باہمی مشاورت سے آئندہ تبلیغ کے منصوبے بنتے تھے۔ ہجرت حبشہ کا فیصلہ بھی باہمی مشورہ سے یہیں پر طے ہوا، اور اس جگہ کو تاریخ اسلام میں وہی مقام حاصل تھا جو قریش کے ہاں دارالندوہ کو حاصل تھا۔

۶۔ دار ارقم میں رسول اللہ ﷺ کا پناہ گزین ہونا ایک تاریخ ساز مرحلہ تھا اور یہ بھی حلف الفضول، حرب الفجار اور عام الفیل جیسا مہتمم بالشان واقعہ تھا۔ جس طرح کفار مکہ اپنی معاصر تاریخ کا تعین ان واقعات سے کرتے تھے، اسی طرح مسلمان مؤرخین بھی مکی عہد نبوت میں پیش آنے والے واقعات کا تعین دار ارقم میں رسول اللہ ﷺ کے داخل ہونے سے قبل اور بعد کے حوالے سے کرتے ہیں۔

۷۔ حضرت ارقم ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے بہت ابتدا ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا اس لیے بہت ممکن ہے کہ انہوں نے بہت ابتدا ہی میں اپنے مکان کو تبلیغی سرگرمیوں کے لیے وقف کر دیا ہو اور آپ ﷺ ابتدائی سالوں میں ہی دار ارقم کو اپنی دعوتی سرگرمیوں کا مرکز بنا چکے ہوں۔

۸۔ مؤرخین کے مختلف بیانات کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ دار ارقم میں رسول اللہ ﷺ کے قیام کی مدت ایک سال سے بہر حال زائد تھی۔

۹۔ کفار مکہ مسلمانوں کے دار ارقم میں پناہ گزین ہونے سے پوری طرح واقف تھے۔ ☆ تاہم دار ارقم کی اندرونی

☆ تمام رؤساء قریش رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی جائے پناہ سے واقف تھے۔ اسی لیے جب حضرت عمرؓ رسول اللہ ﷺ

_____ ماہنامہ الشریعہ (۱۷) فروری ۲۰۰۳ء _____

سرگرمیوں اور منصوبہ بندیوں سے وہ قطعاً ناواقف تھے۔

شعب ابی طالب

کفار مکہ کو یہ خوش فہمی تھی کہ وہ اپنے وحشیانہ جبر و تشدد سے اسلام کی اس تحریک کو موت کی نیند سلا دیں گے، لیکن جب ان کی تمام مساعی اور تدبیروں کے باوجود اسلام کا دائرہ پھیلتا ہی چلا گیا اور انہوں نے دیکھا کہ حضرت حمزہؓ اور عمرؓ جیسے لوگوں نے بھی اسلام قبول کر لیا اور نجاشی کے دربار میں بھی ان کے سفیروں کو ذلت آمیز ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے تو اس چوٹ نے کفار مکہ کو مزید حواس باختہ کر دیا، چنانچہ ان لوگوں نے طویل غور و خوض کے بعد متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے خاندان کو محصور کر کے تباہ کر دیا جائے، چنانچہ تمام قبائل نے ایک معاہدہ کیا کہ کوئی شخص خاندان بنی ہاشم سے قربت کرے گا نہ ان کے ہاتھ خرید و فروخت کرے گا اور نہ ہی ان کے پاس کھانے پینے کا سامان جانے دے گا۔ یہ معاہدہ لکھ کر کعبۃ اللہ کے دروازے پر آویزاں کر دیا گیا۔ (۲۹)

حضرت ابوطالب مجبور ہو کر رسول اللہ ﷺ اور تمام خاندان بنی ہاشم سمیت شعب ابی طالب میں محرم ۷ نبوی میں محصور ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے خاندان سمیت اس حصار میں تین سال بسر کیے۔ ایام حج میں چونکہ تمام لوگوں کو امن تھا اس لیے حج کے موسم میں رسول اللہ ﷺ شعب ابی طالب سے باہر نکل کر مختلف قبائل عرب کو دعوت دیتے جبکہ باقی اوقات میں آپ ﷺ اسی گھاٹی میں مسلمانوں کی تربیت فرماتے۔ شعب ابی طالب میں خاندان بنی ہاشم کے علاوہ صحابہ کرامؓ کی موجودگی کے اشارات بھی ملتے ہیں۔ امام سہبائی نے سعد بن ابی وقاصؓ کا بیان نقل کیا ہے جو خود بھی محصورین میں شامل تھے۔ وہ فرماتے ہیں:

”لقد جعت حتی انی وطئت ذات لیلۃ
علی شیء رطب و وضعته فی فمی و بلعته
وما ادری ما هو الی الان (۳۰)
”میں ایک دن از حد بھوکا تھا۔ رات کو اندھیرے
میں میرا پاؤں کسی گیلی چیز پر آ گیا میں نے اسے اٹھا
کر منہ میں ڈالا اور نگل لیا۔ مجھے اتنی ہوش بھی نہ تھی
کہ میں پتہ کرتا کہ وہ کیا چیز ہے اور اب تک مجھے اس
کے بارے میں کوئی علم نہیں۔“

اسی طرح حضرت عتبہ بن غزوہؓ نے ایک دفعہ خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:

ارادہ قتل سے نکلے تو وہ سیدھے دار ارقم کی طرف ہی جا رہے تھے، البتہ بعد میں رخ تبدیل کر کے اپنی بہن کے ہاں چلے گئے۔ (ابن ہشام، اسلام عمر بن الخطابؓ، ۳۸۱/۱) اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی ابو جہل کے ساتھ مدینہ بھڑکا مشہور واقعہ، جس کے نتیجے میں حضرت حمزہؓ نے اسلام قبول کیا، بھی کوہ صفا یعنی دار ارقم کے بالکل قریب ہی پیش آیا تھا۔ یقیناً ابو جہل آپ ﷺ کی قیام گاہ سے بھی واقف ہوگا۔ (ایضاً، اسلام حمزہؓ، ۳۲۸/۱) ویسے بھی مکہ جیسے کم آبادی والے شہر میں تیس چالیس افراد کا کسی جگہ آتے جاتے رہنا ایسی بات نہ تھی جو اہل مکہ سے پوشیدہ رہ سکتی۔

_____ ماہنامہ الشریعہ (۱۸) فروری ۲۰۰۳ء _____

فلقد رأيتني سابع سبعة مع رسول الله
 ”میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتواں مسلمان
 مالنا طعام نأكله الا ورق
 تھا اور ہمارے پاس کھانے کے لیے درختوں کے
 الشجر، حتى قرحت أشداقنا (۳۱)
 پتوں کے سوا کچھ نہ تھا، حتیٰ کہ ہماری باجھیں زخمی
 ہو گئیں۔“

یہ اور اسی نوعیت کی وہ تمام حدیثیں جن میں صحابہؓ کی زبان سے مذکور ہے کہ ہم گھاس اور پیتیاں کھا کر گزر بسر کرتے تھے، یہ اسی زمانہ کا واقعہ ہے۔ اس نوع کی احادیث سے جہاں محصوری کے اس دور میں صحابہ کرامؓ کی مشکلات کا پتہ چلتا ہے، وہاں شعب ابی طالب میں صحابہ کرامؓ کی موجودگی کا بھی واضح طور پر اشارہ ملتا ہے۔ محصوری کے اس دور میں جس قدر وحی نازل ہوئی، یقیناً شعب ابی طالب میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو اس کی تعلیم دی ہوگی اور یہاں صحابہ کرامؓ بھی دینی امور پر تبادلہ خیال کرتے ہوں گے۔ اس لحاظ سے شعب ابی طالب کو بھی مکی عہد نبوت کا ایک دعوتی مرکز قرار دیا جاسکتا ہے جہاں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ عرصہ تین سال تک تعلیم و تعلم اور دعوت و تبلیغ میں مشغول رہے۔

حوالہ جات

- (۱) صحیح البخاری، کتاب الکفالة، باب جوار ابی بکر الصديقؓ في عهد النبي ﷺ وعقده، ج: ۲۲۹، ص: ۳۶۷۔ ایضاً، کتاب الصلوة، باب المسجد فی الطريق، ج: ۴۷۶، ایضاً، کتاب مناقب الانصار، باب هجرة النبي واصحابه الى المدينة، ج: ۳۹۰،
- (۲) ابن ہشام، دخول ابی بکرؓ في جوار ابن الدغنة ورد جواره عليه، ۴۱۱/۱
- (۳) ابن ہشام، اسلام عمر بن الخطابؓ، ۳۸۲/۱
- (۴) السيرة الحلبية، ۱۳/۲
- (۵) السهو دی، نور الدین علی بن احمد، ”السيرة الحلبية“، ۱۳/۲، دار النفائس، الریاض،
- (۶) المسجد رک، تذکرہ ارقم بن ابی الارقم، ۵۰۲/۳
- (۷) اسد الغابہ، تذکرہ ارقم بن ابی الارقم، ۶۰/۱
- (۸) المسجد رک، تذکرہ ارقم بن ابی الارقم، ۵۰۲/۳
- (۹) ابن سعد، تذکرہ ارقم بن ابی الارقم، ۲۴۳/۳
- (۱۰) ابن ہشام، مباداة رسول اللہ ﷺ قومه، وما كان منهم، ۲۶۳/۱
- (۱۱) ابن سعد، تذکرہ ارقم بن ابی الارقم، ۲۴۳/۳۔ المسجد رک، تذکرہ ارقم بن ابی الارقم، ۵۰۲/۳
- (۱۲) الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، ۲۳۰/۳، المطبعة الحسنية،
- (۱۳) ابن عبد البر، الاستيعاب فی معرفة الاصحاب، تذکرہ ارقم بن ابی الارقم، ۱۳۱/۱، دار الجلیل، بیروت، ۱۹۹۲ء

_____ ماہنامہ الشريعة (۱۹) فروری ۲۰۰۳ء _____

- (۱۴) اسد الغابہ، تذکرہ عمار بن یاسرؓ، ۴/۴۴
- (۱۵) ابن ہشام، اسلام عمر بن الخطابؓ، ۱/۳۸۳۔ الکامل فی التاريخ، ۲/۵۸
- (۱۶) ابن ہشام، ذکر الحجۃ الاولى الی ارض الحبشہ، ۱/۳۵۸
- (۱۷) ایضاً، اول من جہر بالقرآن، ۱/۳۵۱
- (۱۸) تفصیل کے لیے ”اسد الغابہ“ میں ان صحابہ کرامؓ کے تراجم ملاحظہ کیجئے۔
- (۱۹) ابن سعد، ۳/۱۱۵، ۳/۲۵۵
- (۲۰) حلیۃ الاولیاء، ۱/۱۹۲۔ ۱۹۵
- (۲۱) الکامل فی التاريخ، ۲/۵۸
- (۲۲) زاد المعاد، ۲/۱۰۰۔ تاریخ الامم والملوک، ۱/۹۵
- (۲۳) اسد الغابہ، تذکرہ عمار بن یاسرؓ، ۴/۴۴
- (۲۴) ایضاً
- (۲۵) ایضاً
- (۲۶) الاصابہ، تذکرہ حمزہؓ بن عبدالمطلب، ۱/۳۵۴
- (۲۷) اسد الغابہ، تذکرہ حمزہؓ بن عبدالمطلب، ۲/۴۶
- (۲۸) ابن حجر، الواکسن، احمد بن علی ”فتح الباری“، کتاب فضائل الصحابہ، مناقب عمر بن الخطابؓ، ۷/۴۸، دار المعرفۃ، بیروت
- (۲۹) ابن ہشام، خبر الصحیفۃ، ۱/۳۸۸
- (۳۰) الروض الانف، حدیث نقض الصحیفۃ، ۱/۲۳۲۔ حلیۃ الاولیاء، تذکرہ سعد بن ابی وقاصؓ، ۱/۱۳۵۔ ۱۳۶
- (۳۱) المسند، حدیث عتبہؓ بن غزو ان، ج: ۶، ۲۰۰۸، ۶/۵۲۔ الاستیعاب، تذکرہ عتبہؓ بن غزو ان، ۳/۱۰۲۶۔ حلیۃ الاولیاء، تذکرہ سعد بن ابی وقاصؓ، ۱/۱۳۶

دار ارقم ہائی سکول

- | | |
|---|---|
| ☆ کو الیفائیڈ اور پروفیشنل ایڈمنسٹریٹرز | ☆ اعلیٰ تعلیم یافتہ تجربہ کار اور محنتی شاف |
| ☆ دینی اور عصری علوم کا امتزاج | ☆ حفظ القرآن کی سعادت کا اہتمام |
| ☆ ترجمہ قرآن اور سیرت النبیؐ بطور نصابی مضمون | ☆ مکمل باپردہ اور پاکیزہ اسلامی ماحول |
| ☆ جدید اور تحقیق شدہ طریقہ ہائے تدریس | ☆ ہم نصابی سرگرمیوں کا بھرپور اہتمام |

زیر انتظام: انجم فروغ تعلیم، رتالی خورد، ضلع گوجرانوالہ

_____ ماہنامہ الشریعہ (۲۰) فروری ۲۰۰۳ء _____